بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Regd S. No. 1411

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

روزنامہ

فی پرچہ ۱

المصلح

جمعہ

ایڈیٹر: عبدالقادر بی۔ اے

جلد ۶ | ۱۸ فتح ۱۳۳۲ ھش - ۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۵۳ء | نمبر ۲۱۶

پاکستان اور امریکہ کے درمیان امداد کے طور پر فوجی سامان حاصل کرنے کے لئے غیر رسمی بات چیت ہوئی ہے

پاکستان محض اپنے دفاع کو مضبوط بنانا چاہتا ہے وہ کسی ملک کے خلاف کسی قسم کے جارحانہ ارادے نہیں رکھتا۔ مسٹر محمد علی کی پریس کانفرنس

کراچی ۱۷ دسمبر۔ وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے آج ایک پریس کانفرنس میں پھر اس امر کی تصدیق کی کہ فوجی سامان حاصل کرنے کے لئے امریکہ سے کچھ غیر رسمی بات چیت کی گئی ہے۔ آپ نے بتایا کہ یہ سامان محض امداد کے طور پر حاصل کیا جائیگا۔ اور اس کے بدلے میں خود اپنے دفاع کے سوا اور کوئی ذمہ داری قبول نہیں کی جائیگی۔ آپ نے کہا اس گفت و شنید کے دوران میں نہ تو فوجی اڈے دینے کا سوال پیدا ہوا۔ اور نہ ہی کسی دفاعی معاہدے کا امکان زیر بحث آیا۔

آپ نے کہا ہم محض اپنے دفاع کو مضبوط بنانا چاہتے ہیں۔ اور کسی کے خلاف کسی قسم کے جارحانہ ارادے نہیں رکھتے۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے بتایا کہ مبینہ دفاعی معاہدے کے ضمن میں روس کی طرف سے جو مراسلہ موصول ہوا تھا اس کا جواب تیار کر لیا گیا ہے جسے عنقریب ماسکو روانہ کر دیا جائیگا۔

ایک سوال کے جواب میں آپ نے بتایا کہ اگر بھارت میں شدھی کی تحریک شروع ہوئی تو یہ اقدام سنہ ۱۹۵۰ء کے اقلیتی معاہدے کی صریح خلاف ورزی پر دلالت کرے گا۔ اور ایسی صورت میں ہم بھارت کی حکومت سے پرزور احتجاج کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔ ایک اور سوال کے جواب میں آپ نے بتایا۔

چوہدری محمد ظفر اللہ خان حکومت ایران کی دعوت پر تہران جا رہے ہیں

انکے دورے کا دفاعی معاہدے سے کوئی تعلق نہیں ہے

کراچی ۱۷ دسمبر۔ وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے آج ایک پریس کانفرنس میں اس خبر کی تردید کی کہ وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کے دورہ ایران کا دفاعی سمجھوتہ کرنے یا اس کے ضمن میں گفت و شنید کا آغاز کرنے سے کوئی تعلق ہے۔ آپ نے بتایا۔ کہ وہ حکومت ایران کی دعوت پر تہران جا رہے ہیں۔ اسی طرح حکومت پاکستان کی دعوت پر ایران کے وزیر مملکت ڈاکٹر علی اصغر حکمت عنقریب پاکستان آنے والے ہیں۔ اس قسم کے دوروں سے دونوں ملکوں کے درمیان دوستی اور زیادہ مضبوط ہوگی۔ اور وہ اور زیادہ ایک دوسرے کے قریب آ جائیں گے۔

مصر اور برطانیہ کے درمیان غیر رسمی مذاکرات عنقریب شروع ہونے والے ہیں

قاہرہ ۱۷ دسمبر۔ سفارتی حلقوں سے پتہ چلا ہے۔ کہ برطانوی سفیر سر رالف اسٹیونسن جو لندن سے آج قاہرہ واپس پہنچنے والے ہیں۔ حکومت مصر کے نام برطانوی وزیر خارجہ مسٹر انتھونی ایڈن کا ایک خاص پیغام لا رہے ہیں۔ ان حلقوں کا کہنا ہے کہ قضیہ سویز کے متعلق برطانوی مذاکرات میں جو ۱۲ اکتوبر کو تعطل واقع ہو گیا تھا۔ کرسمس کی تعطیلات سے قبل دوبارہ شروع ہو جائیں گے برخلاف اس کے کل رات مصری وزیر خارجہ مسٹر محمود فوزی نے بتایا۔ کہ غیر رسمی برطانوی مصری مذاکرات کے دوبارہ شروع ہونے کے متعلق ابھی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی ہے۔ کل حکومت برطانیہ نے پارلیمنٹ میں یہ یقین دلانے سے انکار کر دیا۔ کہ سویز کے مستقبل کے بارے میں مصر سے جس سمجھوتے پر بات چیت ہو رہی ہے۔ اس کی مجوزہ دفعات پر بحث کا موقع دیا جائیگا۔ امور خارجہ کے انڈر سیکرٹری لارڈ ریڈنگ نے کل دارالامراء کو بتایا۔ کہ ایسا کرنا دستوری روایات کے خلاف ہوگا۔ انہوں نے کہا تاہم حکومت کا نظریہ یہ ہے۔ کہ ہر معاہدے میں اس امر کی گنجائش رکھنی ضروری ہے۔ کہ مکمل ہونے پر پارلیمنٹ سے اسکی توثیق کرائی جائے۔ آخری مراحل طے ہونے سے قبل حکومت بحث کا پورا موقع دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ ۱۴ دسمبر (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ پہلے سے اچھی ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا جاری رکھیں۔

یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ ظفر اللہ خاں تہران میں کن امور کے متعلق تبادلہ خیالات کرینگے

وزیر خارجہ کے دورہ ایران کے متعلق سیاسی حلقوں کا تاثر

تہران ۱۷ دسمبر۔ ایرانی وزارت خارجہ سے قریبی تعلق رکھنے والے حلقوں کا خیال ہے کہ اس ماہ کے آخر میں جب وزیر خارجہ پاکستان چوہدری محمد ظفر اللہ خاں تہران آئیں گے۔ تو دفاعی نوعیت کے کسی فوجی معاہدے کا سوال ضرور زیر بحث آئے گا۔ ان قریبی حلقوں نے یہ بھی کہا ہے کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی متوقع آمد سے قبل اس قسم کے انتظامی اقدامات ابھی تک عمل میں نہیں آئے ہیں کہ جن سے اندازہ لگایا جا سکے کہ اپنے دوران قیام میں وزیر خارجہ ایرانی حکومت سے کس نوعیت کے مذاکرات کریں گے۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ سر دست اس قسم کی پیش خبری مشکل ہے کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان جس معاہدے کے امکان پر گفتگو کریں گے اس کی نوعیت کیا ہوگی۔ آیا وہ صرف ایران اور پاکستان کے مابین سمجھوتہ تک ہی محدود ہوگا۔ یا ان کے پیش نظر کوئی وسیع تر معاہدہ ہے کہ جو سارے مشرق وسطیٰ پر حاوی ہو۔ بہرحال ان کے اس دورے کو ابتدائی لاابطہ سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ جس کا مقصد بعد میں مزید مذاکرات اور تبادلہ خیالات کے لئے زمین ہموار کرنا ہے۔ اس سے قبل انہی حلقوں نے یہ انکشاف کیا تھا کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان اس ماہ کے آخر میں دس روزہ دورے پر تہران آنے والے ہیں بعد میں وہ ترکی اور عراق بھی جائینگے

وزیر تجارت صحافیوں سے خطاب فرمائینگے

کراچی ۱۶ دسمبر وزیر تجارت جناب تفضل علی کل صبح دس بجے ایک پریس کانفرنس میں نئی درآمدی پالیسی کی وضاحت فرمائیں گے۔ کانفرنس حسب معمول محکمہ اطلاعات کے "پریس روم" میں منعقد ہوگی۔

پاکستان مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کا اجلاس

جنوری کے اوائل میں ہوگا

ڈھاکہ ۱۷ دسمبر۔ مشرقی بنگال کے عام انتخابات کے لئے مسلم لیگی امیدوار منتخب کرنے کے سلسلے میں پاکستان مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کا آئندہ ماہ کے اوائل میں اجلاس ہو رہا ہے۔ وزیر اعظم محمد علی اور وزیر قانون مسٹر اے کے بروہی جو بورڈ کے صدر اور سیکرٹری ہیں۔ جنوری کے پہلے ہفتہ میں ڈھاکہ پہونچ جائیں گے۔

مصر ایک مضبوط ترین فوج تیار کرنا چاہتا ہے

قاہرہ ۱۷ دسمبر۔ مصری افواج کے کمانڈر انچیف جنرل عبد الحکیم عمرو نے کل آرٹیلری سکول کے فارغ التحصیل نوجوان فوجیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ کہ موجودہ حکومت کے اہم اور بنیادی مقاصد میں سے ایک مقصد یہ ہے۔ کہ ایک مضبوط قومی فوج تیار کی جائے۔ انہوں نے کہا۔ ہمیں اپنے عمل سے دنیا پر یہ واضح کر دینا چاہیئے۔ کہ مصری ایک مضبوط قوم ہیں۔ ان کی دوستی فائدہ مند ہے۔ اور ان کی دشمنی انتہائی خطرناک۔

آئندہ پچاس سال تک چاند تک بآسانی سفر کیا جا سکے گا

لنڈن ۱۷ دسمبر۔ برطانیہ کے ایک مشہور ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر لیسلی شیفرڈ نے کہا ہے کہ آئندہ پچاس سال کے اندر اندر ایسے حالات رونما ہو جائیں گے کہ کرۂ ارض سے چاند تک بآسانی سفر کیا جا سکے گا۔ انہوں نے اس قسم کے امکان پر روشنی ڈالتے ہوئے افسوس ظاہر کیا کہ ان کی زندگی اتنی وفا نہیں کرے گی کہ وہ چاند تک سفر کر سکیں۔

* کہ پاکستان مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے باقی ممبر اس ماہ کے اندر اندر نامزد کر دیئے جائیں گے۔

کمیونسٹ چین کی وزیر صحت چین میں

نئی دہلی ۱۷ دسمبر بھارتی حکومت کی دعوت پر کمیونسٹ چین کی وزیر صحت میڈم لی تہ چوآن گزشتہ رات نئی دہلی پہونچیں۔ وہ بھارت میں دو ہفتہ قیام کریں گی۔

عبدالقادر پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کی۔

روزنامہ المصلح کراچی
مورخہ ۱۸ فتح ۱۳۳۴ھش

کیا رحمتیں کھڑی ہیں ترے انتظار میں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ دسمبر ۱۹۵۵ء میں جو المصلح کی اشاعت ۱۶ دسمبر میں شائع ہو کر احباب کی خدمت میں پہنچ چکا ہے۔ بعض نہایت ضروری ہدایات جلسہ سالانہ کے انتظامات اور اس میں شمولیت کی اہمیت کے متعلق فرمائی ہیں۔

جلسہ سالانہ جماعت کا ایک ایسا سالانہ اجتماع ہے۔ جس میں تمام دنیا کے احباب اور دینی شوق رکھنے والے دوست سال میں ایک دفعہ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی تکبیر اور تقدیس کرتے ہیں۔ اسلام چونکہ فطری دین ہے اس لئے یہ نہ صرف انسان کی انفرادی زندگی کے لئے راہنمائی کرتا ہے۔ اور اس کے لئے ایک مخصوص لائحہ عمل تجویز کرتا ہے بلکہ ساتھ ہی اجتماعی زندگی کے ارتقاء کے لئے بھی ماحول بناتا ہے۔

سب سے پہلے تو آپ دیکھئے کہ اسلام نماز باجماعت پر سخت زور دیتا ہے۔ اور ارکعوا مع الراکعین کو ضروری بتاتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز باجماعت کی اتنی تاکید فرمائی ہے۔ کہ آپ نے یہاں تک فرمایا ہے کہ جو لوگ جماعت کے ساتھ شامل ہو کر نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں نہیں آتے۔ میرا جی چاہتا ہے۔ کہ ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔

اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اسلام میں اگرچہ انفرادی عبادت کی ممانعت نہیں ہے بلکہ اس کے لئے خاص طور پر تہجد اور دیگر نوافل کی صورت میں زور دیا گیا ہے۔ مگر فریضہ نماز جو پنجوقت ہر مسلمان پر فرض کیا گیا ہے۔ اس کی ادائیگی باجماعت ہی کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ اس میں انسان کی مادی اور روحانی زندگی کے لئے جو فوائد ہیں۔ ان کا بیان اس مختصر سے مضمون میں ممکن نہیں۔ اور نہ ہمیں اس کی زیادہ تشریح کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص جو نماز کا پابند ہے مسجد میں آکر نماز باجماعت پڑھنے اور گھر کی خلوت میں اس کی ادائیگی میں جو فرق ہے خود محسوس کر سکتا ہے۔

جیسا کہ ہم نے پہلے کہا ہے اسلام نے خلوت کی عبادت کے لئے بھی موقعہ بہم پہونچایا ہے۔ اور وہ انسان کے اس پہلو کو نظر انداز نہیں کرتا۔ کہ رات دن کے کچھ حصہ میں انسان تمام شور و غوغا سے محفوظ ہو کر اپنے پیارے کی یاد کرے۔ اور اس کو فضائل و برکات نازل کرنے کے لئے اپنی طرف متوجہ کرے۔ اسلام اعتکاف اور مراقبہ کی عبادتوں کا بھی مطالبہ کرتا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ انسان کی تہذیب نفس کے لئے ایسی عبادتیں نہایت ضروری ہیں۔ مگر کوئی انسان دنیا میں تنہا نہیں رہ سکتا۔ اس کی روزانہ زندگی کا اکثر حصہ اسکو اپنے ہم جنسوں کے ساتھ گزارنا پڑتا ہے۔ ورنہ وہ زندگی کے راستہ پر دو قدم بھی نہیں چل سکتا۔ اس لئے اس کے اخلاق کا ایک معتدبہ حصہ اس کے ہم جنسوں کے ساتھ میل جول اور سلوک سے تعلق رکھتا ہے اور ہر مسلمان کے نزدیک یہ مسلمہ حقیقت ہے۔ کہ نماز سے بہتر عبادت اخلاق فاضلہ سکھانے کے لئے کوئی نہیں۔

نہ صرف یہ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح انسانوں کے مادی اتحاد سے مادی دنیا کے بڑے بڑے کام آسانی سے سرانجام پاتے ہیں۔ اسی طرح انسانوں کے روحانی اتحاد سے روحانی دنیا کے بڑے بڑے معرکے سر ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر جس طرح ایک آدمی کی آواز سے دس آدمیوں کی آواز زیادہ طاقت ور اور دور تک رسائی رکھتی ہے۔ اسی طرح ایک آدمی کی دعا کی نسبت دس آدمیوں کی مجموعی دعا کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے بلکہ صرف دس گنا زیادہ اثر نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔ جیسا کہ پنجابی میں ضرب المثل ہے "ایک ایک اور دو گیارہ"۔ یعنی ایک ایک آدمی کی طاقت تو صرف ایک آدمی کی طاقت ہوتی ہے۔ مگر دو آدمیوں کی طاقت گیارہ گنا بڑھ جاتی ہے۔

نماز ایک دعا ہے اللہ تعالیٰ ایک آدمی کی دعا سے جتنا خوش ہوتا ہے اس سے کہیں بہت زیادہ دو آدمیوں کی متحدہ دعا سے خوش ہوتا ہے۔ اور دس اور بیس سو آدمیوں کی دعا کا حساب کرنا تو انسانی دماغ کے لئے ناممکن ہے۔ احباب اجتماعی دعا کے فوائد سے ناواقف نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز باجماعت کو انفرادی نماز پر روزانہ فرضی نماز کے متعلق ترجیح دی ہے۔ اور انسان کی اجتماعی زندگی کی اہمیت کے مطابق اجتماعی نماز کو بقدر اہمیت دی ہے۔

اگر یہ درست ہے تو آپ سالانہ جلسہ میں شمولیت کے دوسرے فوائد کو نظر انداز بھی کر دیں۔ تو کیا یہ فائدہ کوئی کم ہے کہ ہم کو کم سے کم تین دن ربوہ کی مقدس سرزمین پر اپنے پیارے امام کی اقتدا میں پانچ وقت نماز باجماعت ادا کرنے کا ایک ایسا اجتماعی موقعہ حاصل ہوگا کہ سال بھر میں ہمیں ایسا موقعہ پھر کہیں اور کبھی میسر نہیں ہو سکتا۔

اگر ہم "ایک ایک اور دو گیارہ" کی ضرب المثل کے مطابق حساب لگائیں۔ تو ہمارے خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ کہ دس بیس نہیں سو دو سو نہیں ہزار دو ہزار نہیں۔ بلکہ ہزاروں مومنوں کے ساتھ ایک صف میں کھڑے ہو کر اپنے خالق کردگار کے حضور میں باجماعت نماز ادا کرنے کا کیا درجہ ہے۔ اور ایسی نماز میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو زمین پر کھینچنے کی کتنی کشش ہو سکتی ہے۔

آج اللہ تعالیٰ کے رحم اور فضل کے ساتھ صرف جماعت احمدیہ کو یہ شرف حاصل ہے۔ کہ ایک وقت میں احباب اتنی تعداد میں پورے خشوع و خضوع کے ساتھ اپنے پیارے امام کی اقتدا میں ایک جگہ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو سکتے ہیں۔ اور جس کی روحانی آنکھیں وا ہو چکی ہیں۔ وہ دیکھ سکتا ہے کہ ایسی اجتماعی سجدہ ریزی کا اثر ہے۔ کہ باوجود بے بضاعتی کے باوجود کم مائیگی کے باوجود کمی تعداد کے صرف جماعت احمدیہ ہی ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ کی توحید کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کی توفیق ملی ہے۔

اس میں ہمارے لئے سوائے اس کے کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہم جیسے ناداروں ہم جیسے نکموں کو اپنے عظیم الشان کام کے سرانجام دینے کے لئے چن لیا ہے۔ ہمیں جو فخر ہو سکتا ہے تو وہ صرف اتنا ہے کہ ہم نے اس کی آواز پر لبیک کہا ہے۔ اس کی دعوت کو ٹھکرایا نہیں ہے۔ ہم نے بغیر سوچے سمجھے محض اس کے فضل و کرم کی امید پر اسکے فرستادہ کو قبول کر لیا ہے۔ اور گرتے پڑتے ٹھوکریں کھاتے ہم نے اس کے جادہ پر قدم مارنے کی جسارت کر لی ہے۔ جس پر قدم مارنا صرف بڑے بڑے خدا رسیدوں بڑے بڑے پارساؤں بڑے بڑے متقیوں اور بڑے بڑے مقدسوں ہی کا کام ہو سکتا تھا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہم جیسے نا اہلوں کو خاک مذلت سے اٹھا کر اس کا ہی فضل و کرم ہے۔ جو ہر ایسے زمانے میں جب بر و بحر میں فساد پھیل جاتا ہے جب بڑے بڑے مغرور انسان دنیا کو اپنی قوت کے ہنگاموں سے جہنم زار بنا دیتے ہیں۔ ایسے معجزے دکھاتا آیا ہے۔ الغرض یہ اسی کا فضل و کرم ہے۔ کہ اس نے ہم جیسے کمزوروں کو ہم جیسے نا اہلوں کو اپنے کام کے لئے چن لیا ہے۔ یہ اسی کا معجزہ ہے۔ کہ اس نے شیطانی زور کی دنیا میں عصافیر اور ممولوں پر نظر رحمت ارزانی فرمائی ہے۔

اس لئے

آؤ ہم زیادہ سے زیادہ ربوہ کی سرزمین پر جمع ہو کر ایک دفعہ پھر اپنے امام کی اقتدا میں اسکے حضور سربسجود ہو جائیں۔ اور اس کی رحمتوں کو زمین پر کھینچیں۔ اور ان رحمتوں کو دنیا کے کناروں تک پہونچانے کے لئے اس سے استعانت کریں۔

آؤ آؤ ربوہ میں آؤ اس مقدس سرزمین میں آؤ۔

ایک ایک دو دو دس دس بیس بیس، سو سو، ہزاروں کی تعداد میں آؤ۔

یاد رکھو اگر تم نہ آئے تو اس اجتماع میں ایک خلا رہ جائے گا۔ جو کسی طرح پر نہیں ہو سکے گا۔

اے ندیم سایۂ دیوار یار میں
کیا رحمتیں کھڑی ہیں ترے انتظار میں

جلسہ سالانہ پر آنے والی مستورات کے لئے ایک ضروری اعلان

جلسہ سالانہ پر آنے والی ہر عورت اپنے ساتھ ایک رکابی ایک گلاس اور لوٹا ضرور ساتھ لائے۔ نیز آتے ہوئے اپنے مردوں کا سامان الگ باندھیں اور اپنا الگ۔ سوائے اس کے کہ جن مستورات نے اپنے انتظام کے ماتحت کسی رشتہ دار کے ہاں ٹھہرنا ہو۔ عام طور پر مستورات سارا سامان اکٹھا لے آتی ہیں۔ مرد بار بار آکر ضروریات کی چیزیں مانگتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کارکنان کو وقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس سال مستورات کے ٹھہرنے کے لئے دو جگہ انتظام کیا گیا ہے۔ نصرت گرلز سکول اور دفتر لجنہ اماء اللہ۔ نصرت گرلز سکول میں ضلع لائلپور اور ضلع شیخوپورہ کے مہمان ٹھہریں گے اور باقی سب ضلعوں کے دفتر لجنہ اماء اللہ میں۔ آنے والی مستورات اس کو نوٹ کرلیں۔ تاکہ جگہ ڈھونڈنے میں دقت نہ پیش آئے۔

جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ

انبیاء علیہم السلام

(از مکرم مولوی خورشید احمد صاحب شاد)

عزیز مصر کے گھر

یہ قافلہ جب مصر پہنچا۔ تو اس نے حضرت یوسف کو اچھی قیمت پر فروخت کیا۔ شاہی مصر کے شاہی گارڈ کے افیسر فوطی فار نے جو عزیز مصر کہلاتا تھا۔ آپ کو خرید لیا۔ جس وقت اس نے حضرت یوسفؑ کو خریدا تو آپ کی شکل اور عادات سے آپ کی شرافت کا قائل ہو گیا۔ لہذا بیوی کو نصیحت کی۔ کہ اس کے ساتھ عام غلاموں جیسا سلوک نہ کرنا۔ بلکہ عزت سے رکھنا کیونکہ ممکن ہے۔ کہ اس کی قابلیت سے ہم کسی وقت فائدہ اٹھائیں۔ یا اگر اس کے جوہر بہت زیادہ نمایاں ہوئے۔ تو ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنا لیں گے۔

اس طرح اللہ تعالےٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کے ایک بڑے افسر کے ہاں پناہ دے کر آپ کو عزت بھی دی۔ اور حسن تدبیر اور معاملات فہمی کے مواقع بھی بہم پہنچائے۔ اور آئندہ چل کر اس گھر کی وجہ سے جن مشکلات میں سے آپ کو گزرنا تھا۔ ان سے آپ کا روحانی تزکیہ بھی مقصود تھا۔ تاکہ آپ کو آہستہ آہستہ اس مقام کے لئے تیار کیا جائے۔ جو آپ کے لئے مقدر تھا۔

سونا کٹھالی میں

حضرت یوسف علیہ السلام اب بھر پور جوانی کی منزلیں طے کر رہے تھے۔ کنعان کی کھلی فضاؤں اور سرسبز و شاداب علاقہ میں پرورش پانے والا حسن خدا داد پورے جوبن پر تھا۔ اور مصر جیسے اعصاب شکن تکلفات سے قطعاً بے بہرہ لیکن حسن ظاہری کے ساتھ ساتھ باطنی سیرت و کردار کی پاکیزگی بھی پورے عروج پر تھی۔ خاندان نبوت کا پاکیزہ خون رگوں میں دوڑ رہا تھا۔ اور پھر منزل بھی وہ تھی۔ جہاں سے تمام لوگوں کو عفت و طہارت کا سبق دینا تھا۔ اس لئے آپ ادھر اُدھر دیکھے بغیر اپنی راہ طے کر رہے تھے۔ اِدھر زوجۂ عزیز مصر عضارت و تمدن مصری کا پیکر۔ عالی خاندان سے تعلق۔ دنیوی عیش و عشرت کے تمام سامان موجود اور پھر تقویٰ دینداری اور خدا ترسی سے بالکل تہیدست۔ حسن مجسم کو سامنے دیکھ کر انگارہ دل پر لوٹنے لگے۔ ہزار عشوہ طرازیاں کرتی۔ ناز و ادا سے کام لیتی۔ لیکن یوسفؑ تھے کہ گویا اس دنیا میں نہیں۔ دل تھام کر رہ جاتی۔ آخر بے قابو ہو گئی۔ ایک دن جبکہ حضرت یوسفؑ اپنے کمرہ میں موجود تھے موقع غنیمت جانا۔ دروازے بند کرتی ہوئی اندر آئی اور بصد ناز و ادا دھڑکتے دل اور بھر پور حسین جوانی کا تحفہ پیش کرتے ہوئے گویا ہوئی۔ "آیئے یہ سب کچھ آپ کا ہے"۔

مقام نہایت نازک ہے۔ گھر کی مالکہ جان و دل سے فدا ہے۔ راز افشا ہونے کا کوئی خطرہ نہیں۔ بالکل علیحدگی ہے۔ دروازے بند ہیں۔ اور پھر دونوں طرف سے حسن اپنے جوبن پر راز افشا ہونے پر بھی کسی کو جرأت نہیں ہو سکتی تھی۔ کہ زوجۂ عزیز کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر دیکھے۔ اور پھر قوم بھی ایسی جس کے نزدیک ایسے افعال کا ارتکاب چنداں گراں نہ گذرتا۔ یوسفؑ کی بجائے اگر کوئی اور ہوتا۔ تو یقیناً بہک جاتا۔ گھر کی مالکہ کا آشنا ہو کر ساری عمر آرام سے گذارتا۔ لیکن حضرت یوسف علیہ السلام جو اپنی تائید میں اللہ تعالےٰ کا واضح سلوک کارفرما دیکھ چکے تھے۔ عظیم الشان رویاء دیکھی۔ پھر کنوئیں میں جاتے وقت اللہ تعالیٰ نے تسلی دی۔ کہ فکر نہ کرو۔ ہم تمہیں بہت بڑا مرتبہ دیں گے۔ اور یہ بھائی تیرے سامنے تیرے فرمانبردار ہو کر آئیں گے۔ اور پھر حالات بھی ایسے ظاہر ہونے شروع ہو گئے۔ کہ غلام ہو کر اللہ تعالےٰ نے مصر کے ایک بڑے حاکم کے گھر آپ کو جگہ دی۔ اور جگہ بھی نہایت عزت و احترام کی حالت میں۔ گویا گھر بار سب کے مالک۔۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے وہ ایسی نجاست پر کب منہ مار سکتے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

"معاذ اللہ میں ایسا فعل ہرگز نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالےٰ کے مجھ پر بے شمار احسانات ہیں۔ اگر ان کی موجودگی میں ایسا کروں۔ تو اللہ تعالیٰ کی نعمت اور عزیز مصر کے حسنِ سلوک کو ٹھکرا کر سخت ظالم ٹھہروں گا۔"

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس عورت کو اس کے ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ نہ مانی۔ ادھر حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی اپنی باتوں میں لگانے کی بہت کوشش کی۔ لیکن آپ بھی اس کے قابو میں نہ آئے۔ بہرحال جب اس عورت نے دیکھا۔ کہ اب صرف باتوں سے یوسف کا دل نہیں پسیج رہا۔ تو زبردستی ایسی حرکات شروع کیں۔ جن سے اس نے خیال کیا۔ کہ شاید اس طرح ہی یہ پتھر دل موم ہو جائے۔ حضرت یوسفؑ نے جب دیکھا۔ کہ اب معاملہ حد سے بڑھ رہا ہے۔ اور اس جگہ مزید ٹھہرنے میں خیریت نہیں۔ تو آپ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور دروازے کھولتے ہوئے باہر جانے کی کوشش کی۔ ادھر عورت بھی جو جذبات سے مغلوب ہو کر بالکل بے قابو ہو چکی تھی۔ حضرت یوسفؑ کے پیچھے پکڑنے کی نیت سے بھاگی۔ اور حضرت یوسفؑ کی قمیص پیچھے سے پکڑ کر آپ کو اپنی طرف کھینچا۔ لیکن آپ چونکہ پوری قوت سے دروازہ کی طرف جا رہے تھے۔ اس لئے قمیص پھٹ گئی۔ اور کھینچا تانی میں آپ نے سب سے آخری دروازہ بھی کھول لیا۔ دروازہ کھلتے ہی کیا دیکھتے ہیں۔ کہ عزیز مصر باہر دروازہ کے پاس موجود ہے۔ اپنے میاں کو دیکھتے ہی عورت کے شیطانی جذبات تمام کافور ہو گئے۔ اور جان کے لالے پڑ گئے۔ خیریت اسی میں سمجھی۔ کہ تمام الزام یوسفؑ کی طرف منسوب کر دیا جائے۔ اور خود ہی اس کے متعلق تلخ گفتگو کر کے بلکہ اس کے لئے سزا تجویز کر کے میاں کو یقین دلایا جائے۔ کہ اس معاملہ میں سراسر زیادتی یوسفؑ کی ہے چنانچہ اپنے آپ کو بری اور معصوم ظاہر کرتے ہوئے بولی کہ:۔

"یوسفؑ نے میرے ساتھ بدی کرنی چاہی۔ لیکن میں اس کے چنگل میں نہیں آ سکی۔ اب آپ ہی بتائیں۔ کہ ایسے شخص کی سزا اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے۔ کہ اسے قید کر دیا جائے۔ یا دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے۔"

حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی اس وقت اظہار حقیقت ضروری سمجھا اور فرمایا:۔

اس نے مجھے میری خلاف خواہش بری بات پر آمادہ کرنا چاہا ہے۔ میں نے قطعاً اس قسم کی کوئی کوشش نہیں کی"۔

عزیز کے ساتھ اس کی بیوی کا ایک رشتہ دار بھی موجود تھا۔ اس نے دیکھ لیا تھا۔ کہ یوسفؑ کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے۔ جو اس امر پر دلالت کرتی ہے۔ کہ ان دونوں میں ہاتھا پائی ہوئی ہے۔ اور یہ کہ یوسف بھاگا ہے۔ اور اس عورت نے اس کو پیچھے سے پکڑ کر روکنا چاہا ہے۔ اگر عورت اپنی عصمت بچانے کے لئے آگے آگے بھاگتی۔ اور یوسفؑ اس پر دست درازی کرتا۔ تو عورت کے کپڑوں پر بھی کوئی اثر ہونا چاہیئے تھا۔ اور اگر یوسفؑ کی قمیص ہی پھٹتی تو وہ آگے سے پھٹتی نہ کہ پیچھے سے کیونکہ اس صورت میں کشمکش کا اثر یوسفؑ کی قمیص کے اگلے حصہ پر ہوتا۔ نہ کہ پچھلے حصہ پر معلوم ہوا کہ اس میں یوسفؑ سراسر بے قصور ہیں۔ وہ اس نتیجہ پر پہنچ چکا تھا۔ لیکن عورت کے لحاظ سے لوگوں کو معین واقعہ کی طرف توجہ نہیں دلانا چاہتا تھا۔ صرف اصولاً کہا۔ کہ "اتنی بحث مباحثے کی کیا ضرورت ہے۔ یوسفؑ کہتا ہے۔ کہ میں تو بھاگ گیا ہوں۔ اور اس عورت نے مجھے پکڑنے کی کوشش کی ہے۔ حتیٰ کہ اس کھینچا تانی میں اس نے میری قمیص بھی پھاڑ ڈالی ہے۔ تم یہ دیکھو کہ اگر یوسفؑ کی قمیص پیچھے سے چاک ہے۔ تو سمجھو۔ کہ اس میں یوسفؑ بری ہے۔ اور عورت قصور وار ہے۔ اور اگر قمیص آگے سے چاک ہے۔ تو عورت بری ہے۔ اور یوسفؑ "مجرم"۔ سیدھی اور معقول بات تھی۔ سب کی سمجھ میں آ گئی۔ دیکھا تو یوسفؑ کی قمیص پیچھے سے ہی چاک تھی۔ عزیز مصر اور دوسرے تمام لوگ سمجھ گئے۔ کہ اس میں یوسفؑ کا کوئی قصور نہیں۔ سب کارروائی عورت کی ہے۔ اس پر عزیز مصر نے اپنی بیوی سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ "اے عورت۔ یہ سب تیری چالاکی ہے۔ اور تو ہی خطاکار ہے۔ تجھے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیئے۔ اور اے یوسفؑ! اب آپ بھی درگذر اور پردہ پوشی سے کام لیں۔ اور اس معاملہ کو آیا گیا کر دیں"۔

ایک اور آزمائش

اس کے بعد اس واقعہ کا چرچا عزیز کے خاندان سے تعلق رکھنے والے گھرانوں میں بھی ہونے لگا۔ بعض عورتوں نے جو زوجۂ عزیز کی سہیلیاں تھیں۔ حضرت یوسفؑ اور زوجۂ عزیز کے تعلق کا ذکر ایسے الفاظ میں کرنا شروع کیا۔ جس سے یہ مفہوم نکلتا تھا۔ کہ زوجۂ عزیز اور اس کا معاملہ اب بھی جاری ہے۔ اور اس میں انہوں نے زوجۂ عزیز کی معذوری ظاہر کرنے کے لئے یہ کہنا شروع کیا۔ کہ زوجۂ عزیز تو بیچاری مجبور ہے۔ کیونکہ یوسفؑ کی محبت اس کے دل کے پردوں میں گھس گئی ہے۔ اور وہ اس سے شدید عشق رکھتی ہے جس سے باز رہنا اب اس کے بس کا روگ نہیں۔

زوجۂ عزیز کو جب ان عورتوں کی باتوں کا علم ہوا۔ تو اس نے ان پر اصل حقیقت منکشف کرنے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ بدی کا ارتکاب نہیں ہوا۔ انہیں کھانے پر بلایا۔ میزیں وغیرہ لگا دی گئیں۔ اور ہر ایک کے سامنے پھل وغیرہ کاٹنے کے لئے ایک ایک چھری رکھ دی گئی۔ اس کے بعد اس نے حضرت یوسفؑ کو حکم دیا کہ وہ ان کے سامنے کھانا وغیرہ رکھیں۔ جب حضرت یوسفؑ عورتوں کی خدمت کے لئے مجلس میں آئے۔ تو آپ کی ظاہری شکل و شباہت دیکھ کر ہی وہ عورتیں سمجھ گئیں۔ کہ ہمارا خیال غلط تھا۔ یوسف زوجۂ عزیز کے ساتھ شریک کار نہیں تھا۔ ان میں سے بعض آپ کی سادگی اور شرافت کے نظارہ میں ایسی محو ہوئیں۔ کہ پھل کاٹتے کاٹتے یہ بھول گئیں۔ کہ وہ پھل کاٹ رہی ہیں۔ حتیٰ کہ انہوں نے نادانستہ اپنے ہاتھ زخمی کر لئے۔ اور بعض نے مارے تعجب اور حیرت کے اپنی انگلیاں دانتوں میں دبا لیں۔ کہ ہم اس شخص کے متعلق ایسا خیال کرتی تھیں یہ شخص تو انسانیت سے بہت بلند ہے۔ بلکہ ایک بزرگ فرشتہ ہے۔

جب عزیز کی بیوی نے اس طرح حضرت یوسفؑ

(باقی دیکھو صفحہ ۸ پر)

جلسہ سالانہ پر کثرت سے آئیے

احباب جماعت

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تازہ خطبہ جمعہ ملاحظہ فرما چکے ہوں گے۔ جس میں حضور نے احباب کو کثرت کے ساتھ جلسہ سالانہ پر تشریف لانے کی ہدایت فرمائی ہے امید ہے کہ احباب حضور کی اس ہدایت کی تعمیل کرنے کے لئے تیاری کر رہے ہونگے

سب احباب اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارا سالانہ اجتماع۔ دوسرے دنیوی اجتماعوں کا رنگ نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کا مقصد وحید اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کا حصول ہے۔ اور اس کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرنے کا ایک ذریعہ۔ دنیا کے دوسرے اجتماع جہاں مادی اور سفلی اغراض کے لئے منعقد کئے جاتے ہیں۔ وہاں اس سالانہ اجتماع کی غرض خالصۃً روحانیت میں ارتقاء اور معرفت الٰہی کا حصول ہے۔

یہ جلسہ اپنی ذات میں اللہ تعالیٰ کی ہستی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صادق و منجانب اللہ ہونے۔ ایک درست دلیل ہے۔ کیونکہ آج سے [illegible] پیشتر ایک ویران اور دور افتادہ بستی میں پیدا ہونے والے ایک گمنام انسان نے دعویٰ کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے یاتون من کل فج عمیق و یاتیک من کل فج عمیق۔ کہ لوگ تیرے پاس دور و دراز مقامات سے آئیں گے۔ اب ہر سال ہزاروں کی تعداد میں پروانہ وار لوگوں کا [illegible] جماعت کے [illegible] میں جمع ہونا۔ جہاں اس کے صادق اور راستباز ہونے کا کھلا ثبوت ہے۔ وہاں یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ یقیناً ایک عالم الغیب اور قادر و توانا ہستی ہے۔ جو اپنے بندوں کی رہنمائی اور اصلاح کے لئے سامان مہیا کرتی ہے۔

پس یہ جلسہ ایک آیۃ اللہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی جانتا نہ تھا۔ جو کچھ فرمایا وہ حرف بحرف پورا ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ سالانہ اجتماع پر اس الہام اور پیشگوئی کا گویا پوری قوت و شوکت کے ساتھ ظہور ہوتا ہے۔ جب کہ ملک کے اطراف و اکناف سے ہزارہا لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ بھی محض اپنے فضل سے ان سب کے لئے قیام و طعام کے۔ تمام ضروری سامان مہیا فرما دیتا ہے۔ کیا یہ بات ایمان و معرفت کے بڑھانے کا موجب نہیں؟

یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے انعامات و برکات ایسے ہوتے ہیں جو صرف اجتماع سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ جماعت پر نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ سرور کائنات علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ید اللّٰہ علی الجماعۃ کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و حمایت جماعت اور اجتماع سے وابستہ ہے۔ اور ہمارا یہ سالانہ اجتماع ایک بہترین اجتماع اور جماعت کی مجموعی قوت کا ایک بے نظیر منظر ہوتا ہے اس لئے اس موقعہ کے مخصوص برکات سے متمتع ہونے کے لئے۔ اس میں شامل ہونا از بس ضروری ہے۔ اور اس مقدس اجتماع سے محروم رہنا بہت بڑی بدقسمتی اور حرماں نصیبی ہے

ہمیں یقین ہے کہ ہر احمدی اس موقع پر آنے کی ہر ممکن کوشش سے کام لے گا۔ لیکن یاد رہے مومن کا صرف یہی کام نہیں۔ کہ اس کے اپنے رستہ میں جو روک ہو اسے دور کرے۔ بلکہ یہ بھی اس کا فرض ہے۔ کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ وہی اپنے دوسرے بھائی کے لئے پسند کرے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یؤمن احدکم حتیٰ یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔ کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتا۔ جب تک کہ وہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ وہی اپنے بھائی کے لئے پسند نہ کرے۔

پس ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ خود بھی آئے اور اپنے اہل و عیال اور دوسرے رشتہ داروں کو جلسہ پر لانے کی کوشش کرے۔ پس اے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت تجھے مبارک ہو کہ سالانہ جلسہ کے مبارک ایام آ گئے۔ اپنی کمریں کس لو اور مقررہ ایام میں اپنے مرکز میں پہنچ جاؤ۔ کہ ایسی گھڑیاں اور ایسے مواقع قسمت سے ہی میسر آیا کرتے ہیں۔

حضرت حکیم عبدالصمد صاحب مرحوم

حضرت حکیم عبدالصمد صاحب نہایت متقی پرہیزگار عبادت الٰہی میں مصروف رہنے والے بزرگ تھے۔ آپ میرے اباجی اخوند محمد اکبر خاں صاحب مرحوم کے دوست اور میرے مشفق و محسن تھے۔ اس لئے مجھے آپ کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ آپ تقسیم سے چند سال قبل قادیان معہ بچوں کے تشریف لے آئے تھے۔ اور مطب فرماتے تھے۔ وہیں آپ سے شرفِ ملاقات نصیب ہوا۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کا شرف حاصل تھا اور آپ کی وجہ آپ کے والد ماجد بھی حلقہ بگوش احمدیت ہوئے تھے۔

فرمایا کرتے تھے کہ مولوی آپ کے قبول احمدیت کا باعث ہوئے۔ کیونکہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ مسیحیت فرمایا۔ تو حضور کے خلاف مولویوں نے لیکچر دینے شروع کئے۔ تو آپ کو احمدیت کے متعلق تحقیقات کی طرف توجہ ہوئی۔ اور جب آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کو قرآن مجید کی رو سے صادق پایا تو آپ بلا توقف احمدی ہو گئے۔

آپ بلند پایہ طبیب تھے طب آپ کو ورثہ میں ملی تھی۔ طب میں [illegible] کا مطالعہ اور تجربہ وسیع تھا۔ بلند پایہ طبیب ہونے کے ساتھ۔ ایک بلند روحانی مقام رکھنے کی وجہ سے آپ کا وجود بہت قیمتی تھا۔ اپنا وقت دوسروں کی خدمت اور بھلائی میں صرف کرنے کے عادی تھے۔ ہمیشہ اپنے ملنے والوں اور خصوصاً نوجوانوں کی اخلاقی اور تمدنی اصلاح کی کوشش فرماتے تھے بہت دلکش انداز میں نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے کلام میں فصاحت اور دلکشی ہوتی تھی۔ اور گھنٹوں آپ کے پاس بیٹھ کر آپ کی باتوں سے مستفید ہونے کو جی چاہتا تھا۔ آپ نوجوانوں پر بالخصوص زور دیتے تھے کہ عمدہ اخلاق کے بغیر عمدہ صحت نہیں مل سکتی۔

آپ قوی بہادر عالی حوصلہ۔ صادق۔ محنتی اور مخلص بزرگ تھے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے والہانہ اخلاص رکھتے تھے۔ اپنے مریضوں کا نہایت جانفشانی کے ساتھ علاج کرتے آپ میرے اباجی رضی اللہ عنہ اور ہمارے خاندان کے دیگر افراد کے معالج رہے۔ اور میں نے آپ سے جسمانی اور روحانی فوائد حاصل کئے۔

یہ عاجز آپ کی محبت اور احسانوں کو فراموش نہیں کر سکتا۔ آپ ہمیشہ دوائی دائیں ہاتھ سے دیتے۔ اور لینے والے کو دیکھتے کہ وہ بھی دائیں ہاتھ سے لیتا ہے یا نہیں۔ اگر دوائی لینے والا غلطی سے بایاں ہاتھ بڑھاتا۔ تو آپ اپنا ہاتھ کھینچ لیتے اور فرماتے "سیدھے ہاتھ سے لیجئے" اور تب دوائی دیتے جب دوسرا سیدھا ہاتھ بڑھاتا۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت بلند درجات عطا کرے اور آپ کی اولاد اور پسماندگان کا ہمیشہ حافظ و ناصر ہو۔ آمین اللھم آمین۔

(اخوند فیاض احمد کراچی)

ربوہ میں تعمیر مکانات کے متعلق ضروری اعلان

(۱) آئندہ ہر شخص جو ربوہ میں عمارت کی تعمیر شروع کر رہا ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ جھگڑے سے بچنے کے لئے اپنے ہمسائے کو تحریری اطلاع دے کہ وہ مکان بنا رہا ہے۔ اس لئے مشترکہ دیواروں کے اخراجات میں برابر شریک ہو۔ اور اگر وہ شریک نہ ہونا چاہے تو تحریری اس بات کی تشریح کرے۔ کہ وہ الگ اپنی دیوار مکان کی تعمیر کے وقت بنائے گا۔

(۲) اگر کوئی شخص نہ شریک ہوتا ہے اور نہ تحریری طور پر اسباب کی صراحت کرتا ہے کہ وہ الگ دیوار بنائے گا۔ تو دفتر کمیٹی آبادکاری ربوہ اطلاع پانے پر ایسے شخص کو نوٹس دیگر واضح کریگا۔ کہ وہ دونوں میں سے ایک صورت اختیار کرے۔

مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں سے کسی صورت کے اختیار نہ کرنے کی صورت میں نیز کمیٹی کے ساتھ عدم تعاون کی وجہ سے کمیٹی کو حق ہوگا۔ کہ وہ اس قطعہ پر اسے اس صورت میں مکان بنانے سے روک دے۔ جس میں اس نے اپنے ہمسائے کی حق تلفی کی ہوئی ہے کیونکہ یہ اسلام کے اصول کے خلاف ہے۔

(سیکرٹری کمیٹی آبادکاری ربوہ)

جلسہ سالانہ ۱۹۵۳ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا پروگرام

۱۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات دوران ایام جلسہ سالانہ کا پروگرام درج ذیل ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ وقت مقررہ پر پہنچنے کی کوشش فرمائیں۔

۲۔ جماعتوں کے سامنے جو وقت دیا گیا ہے۔ وہ اس تعداد کے مدنظر ہے۔ جو گزشتہ سال ملاقات کرنے والوں کی تھی۔ افراد کی کمی یا بیشی کے ساتھ وقت میں کمی بیشی ہوتی رہے گی

۳۔ جو جماعت وقت مقررہ پر کسی وجہ سے ملاقات نہ کر سکے گی۔ اس کو ۲۹ دسمبر ۱۹۵۳ء کو وقت مل سکے گا۔ یہ نہیں ہوگا۔ کہ دوسری جماعتوں کے پروگرام کو بدلا جائے۔

۴۔ وقت کی پابندی دیہو قت ترتیب دیتے وقت بھی بتا دیا جائے گا۔ نہایت ضروری ہے امید ہے۔ انتظامی دقتوں کے مدنظر احباب تعاون فرمائیں گے۔ انشاء اللہ

۵۔ ملاقات صبح ۸ بجے اور شام ۷ بجے شروع ہوا کرے گی۔

۶۔ حضور کی طبیعت آج کل ناساز ہے۔ اس لئے حضور کی طبیعت کی خرابی کے سبب اگر کوئی تبدیلی کرنی پڑی۔ تو اس کا اعلان کر دیا جائے گا۔ جماعتیں مطلع رہیں۔

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی)

جماعت	وقت
۲۶ دسمبر صبح ۸ بجے	
جماعت ہائے لاہور شہر و ضلع	۵۰ منٹ
۲۶ دسمبر شب ۷ بجے	
جماعت ہائے صوبہ سرحد	۵۰ منٹ
" گجرات شہر و ضلع	۵۰ "
" کیمبلپور و اٹک " "	۸ "
" شیخوپورہ " "	۴۰ "
۲۷ دسمبر صبح ۸ بجے	
جماعت ہائے ملتان شہر و ضلع	۲۵ منٹ
" آزاد کشمیر	۱۰ "
" صوبہ سندھ	۲۵ "
۲۷ دسمبر شب ۷ بجے	
جماعت ہائے سیالکوٹ شہر و ضلع	۱ گھنٹہ ۳۰ منٹ
بیعت	۳۰ منٹ
جماعت ہائے کوئٹہ بلوچستان	۳۰ "
" ریاست بہاولپور	۲۰ "
۲۸ دسمبر صبح ۸ بجے	
جماعت ہائے مظفر گڑھ شہر و ضلع	۳۰ منٹ
" راولپنڈی " "	۲۰ "
بیعت	۱۰ "
جماعت ہائے جہلم شہر و ضلع	۲۵ "
۲۸ دسمبر شب ۷ بجے	
جماعت ہائے لائل پور شہر و ضلع	۱ گھنٹہ ۳۰ منٹ
بیعت	۱۰ منٹ
جماعت ہائے کراچی	۴۰ "
" سرگودھا شہر و ضلع	۵۰ "
۲۹ دسمبر صبح ۸ بجے	
جماعت ہائے جھنگ شہر و ضلع	۲۵ منٹ
بیعت	۱۲ "
جماعت ہائے میانوالی شہر و ضلع	۳۰ منٹ
جماعت ہائے گوجرانوالہ شہر و ضلع	۴۰ منٹ
جماعت ہائے منٹگمری شہر و ضلع	۴۰ منٹ
ایسٹ پاکستان	۵ منٹ
ہندوستان	۵ "
بیرونی ممالک	۵ "

ضلع جہلم میں صدر انجمن احمدیہ کی اراضی فروخت ہوگی

چکوال ضلع جہلم میں صدر انجمن احمدیہ کا ملکیتی و مقبوضہ رقبہ دس مرلہ متصل مسجد احمدیہ جو بہت با موقعہ جگہ پر واقع ہے۔ اور رہائشی مکان بنانے کے لئے عمدہ اور موزوں ٹکڑہ ہے قابل فروخت ہے۔ خواہشمند اصحاب اپنی پیشکش بھجوا دیں۔ اس رقبہ کو موقعہ پر دیکھنے تسلی کرنے نیز تفصیلات ہر قسم معلوم کرنے کے لئے چکوال میں مندرجہ ذیل اصحاب سے مل لیا جائے۔ سردار احمد خان صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ چکوال۔ چوہدری بہادر خان صاحب و ملک بشیر احمد صاحب اعوان۔ قیمت کا آخری فیصلہ صدر انجمن احمدیہ کے اختیار میں ہوگا۔ المشتہر خاکسار (شیخ محمد الدین مختار عام صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ)

درخواستِ دعا

میرا عزیز بچہ وسیم کوثر چند یوم سے بعارضہ ٹائیفائیڈ سخت بیمار ہے۔ احباب درد دل سے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ کریم اس کو جلد از جلد صحت عطا کرے۔ آمین۔ (عبدالرشید کوثر)

جلسہ سالانہ کا چندہ جلد ادا فرمائیں!

احباب کو معلوم ہے۔ کہ چندہ جلسہ سالانہ قریب ہے۔ اتنا قریب کہ انعقاد جلسہ میں چند دن باقی رہ گئے ہیں۔ مرکز میں جلسہ کی تیاریاں اس وقت زوروں پر ہیں۔ انتظامات جلسہ کے سلسلہ میں اس وقت جو اخراجات ہو رہے ہیں۔ ان اخراجات کا چندہ جلسہ سالانہ کی آمد سے کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ چندہ جلسہ سالانہ کی آمد آخر نومبر تک صرف ۱۰۵۲۷ روپے ہوئی ہے مگر اخراجات جلسہ کے لئے کم از کم ستر ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ موجودہ حالات میں اس ضرورت کو قرض لیکر پورا کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

احباب اگر پوری شرح کے مطابق چندہ دیں۔ اور امراء و سیکرٹریان مال اگر ہر آمد رکھنے والے احمدی سے جلسہ کا چندہ شرح کے مطابق وصول کریں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ جلسہ کے اخراجات سے بھی بڑھ کر چندہ وصول نہ ہو جائے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ جلسہ سالانہ کے چندہ کی طرف احباب کما حقہٗ توجہ نہیں دیتے۔ اس کوتاہی میں عہدیداران اور افراد برابر کے شریک ہیں۔ جلسہ میں شرکت ہمارا ایک قومی شعار بن چکا ہے۔ مگر یہ قومی شعار اسی صورت میں افراد اور جماعت کے لئے پورے طور پر مفید ہو سکتا ہے۔ جب ہم اخراجات جلسہ میں بھی اپنی آمد کی نسبت سے شریک ہوں

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ دنیا کا ایک واحد اجتماع ہے۔ جس میں تیس پینتیس ہزار کے اجتماع کی مہمان نوازی مرکز کی طرف سے کی جاتی ہے۔ ایک رنگ میں ہمارے مہمان خود ہی میزبان بھی ہوتے ہیں۔ یہ کوئی معمولی خصوصیت نہیں ہے۔ اس عدیم المثال خصوصیت کو برقرار رکھنے کے لئے احباب کو چاہیئے کہ وہ چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق اپنی غفلت کو چھوڑ دیں اور اس سلسلہ میں وہ اپنی پوری ذمہ داری محسوس کریں۔

چندہ جلسہ سالانہ کی فراہمی کے بارہ میں جماعتیں اپنی مساعی کو تیز تر فرمائیں۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

اعلان دار القضاء

(۱) احباب جماعت کی سہولت کے لئے مرکز کے علاوہ احباب سے قریب مقامات پر قضاء کا انتظام کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض دوست اپنے مطالبات مرکز میں سماعت کے لئے بھجوا دیتے ہیں۔ جس سے تنازعات کے تصفیہ میں غیر ضروری تاخیر ہو جاتی ہے۔ لہذا اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جن جماعتوں اور حلقوں میں قاضی مقرر ہو چکے ہیں۔ ان جماعتوں اور حلقوں کے احباب وہاں کے امیر صاحب یا صدر جماعت کے توسط سے یا براہ راست مقامی قاضی صاحب کے پاس اپنا تنازعہ پیش کر کے فیصلہ کرایا کریں۔ بلکہ اگر پہلی اپیل کے لئے بھی کسی جماعت میں قاضیوں کا انتظام ہو چکا ہے۔ (پہلی اپیل میں دو قاضی شریک سماعت ہوتے ہیں۔ جن میں وہ قاضی صاحب شامل نہیں ہو سکتے۔ جن کے فیصلہ کے خلاف اپیل دائر ہو) تو پہلی اپیل بھی مقامی قاضیوں کے پاس دائر کی جائے۔ ہاں آخری اپیل بہر حال مرکز ہی میں سنی جائے گی۔

(۲) دار القضاء کی طرف سے جو چٹھیاں دوستوں کی خدمت میں بھیجی جاتی ہیں۔ انہیں وصول کرتے وقت احباب اپنا پورا نام لکھا کریں۔ initials یعنی مختصر دستخط نہ کیا کریں۔

(۳) جن مقدمات کا فیصلہ دار القضاء سے صادر ہو جاتا ہے۔ ان پر عملدرآمد کرانا ناظر صاحب امور عامہ ربوہ کے سپرد ہے۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جن دوستوں کے حق میں فیصلے ہو جائیں۔ وہ قابل اپیل فیصلوں کی میعاد اپیل گزرنے کے بعد ان کی مصدقہ نقل دار القضاء سے لیکر ناظر صاحب امور عامہ کی خدمت میں بھجوا کر تنفیذ کی درخواست کیا کریں۔ اور اگر تنفیذ میں تاخیر ہو رہی ہو تو اس صورت میں دفتر ہذا کو بھی احباب لکھ سکتے ہیں۔

(ناظم دار القضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ پاکستان)

دعائے مغفرت

نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے۔ کہ محترم جناب چوہدری عبد الحمید صاحب ابن ڈاکٹر نور بخش صاحب آف نور قادیان حیدر آباد سندھ میں بعارضہ ۷ دسمبر کو وقت ۷ بجے شام وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب سلسلہ دعائے مغفرت فرمائیں۔ (شریف احمد سعودی ڈرگ سندھ)

ہمیں شروع سے ہی احساس تھا کہ یہ تحریک خطرناک امکانات کی حامل ہے اور اگر ضروری کارروائی نہ کی گئی تو سخت کشت و خون ہوگا

اگر مجلس احرار کو سنہ ۱۹۵۰ء ہی میں خلاف قانون قرار دیدیا جاتا تو یہ واقعات ہرگز پیش نہ آتے

عطاء اللہ شاہ بخاری نے کہا تھا کہ قائد اعظم کافر اعظم ہیں اور اگر پاکستان بن گیا تو میں اپنی داڑھی مونچھیں پیشاب سے منڈوا دونگا

تحقیقاتی عدالت میں پنجاب کے سابق انسپکٹر جنرل پولیس (سی۔ آئی۔ ڈی)

میاں انور علی کا بیان

۱۱ دسمبر کو میاں انور علی نے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ سنہ ۱۹۵۰ء میں اگر میری یہ تجویز مان لی جاتی۔ کہ احرار کو خلاف قانون قرار دے دیا جائے۔ تو سنہ ۱۹۵۳ء میں کچھ بھی نہ ہوتا۔

انہوں نے کہا۔ کہ میں نے سنہ ۱۹۵۲ء میں یہ تجویز پھر پیش کی۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ سنہ ۱۹۵۲ء میں احرار کو اگر خلاف قانون قرار دے دیا جاتا۔ تو صورت حال پر قابو پایا جا سکتا تھا۔

انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا۔ کہ پرانی حکومت میں کارروائی زیادہ جلد اور موثر طور پر کی جاتی۔

فسادات کے وقت میاں انور علی پنجاب کے انسپکٹر جنرل پولیس تھے۔

ان کا بیان چند گھنٹے میں چار دن سے زیادہ تک ہوتا رہا۔ جو ۱۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ میاں انور علی نے تحقیقاتی عدالت میں کہا۔ کہ پنجاب کے سابق انسپکٹر جنرل پولیس مسٹر قربان علی خاں اور میں نے پیشگوئی کر دی تھی۔ کہ اس معاملہ میں کارروائی نہ کی گئی۔ تو سخت کشت و خون اور نقص امن پیدا ہو جائیگا۔

احرار کے وکیل کی جرح پر انہوں نے کہا۔ کہ میں نے تجویز کو سنہ ۱۹۵۱ء میں نہیں دہرایا۔ کیونکہ میرے پاس کوئی نیا مواد نہیں تھا۔ انہوں نے کہا۔ کہ سنہ ۵۲ء میں کارروائی کرنے کی پالیسی صرف احرار تک محدود نہیں تھی۔ اور احمدیوں کے جلسوں کی بھی ممانعت کر دینے کی تجویز پیش کی گئی تھی۔

اس سوال پر کہ انہوں نے سنہ ۱۹۵۲ء میں احرار کے خلاف کوئی قطعی تجویز کیوں نہیں پیش کی تھی۔ حالانکہ ان کے بیان کے مطابق اکتوبر سنہ ۱۹۵۲ء میں صورت حال خطرناک تھی۔ انہوں نے کہا۔ کہ میں احرار کی سرگرمیوں کے متعلق حکومت کو پوری طرح مطلع کرتا رہتا تھا۔

آپ نے کہا۔ کہ سی۔ آئی۔ ڈی کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ خبریں جمع کرے اور انہیں حکومت کے سامنے رکھے۔ اور یہ حکومت کا کام ہے۔ کہ وہ کوئی کارروائی کرنے کا فیصلہ کرے۔

احرار کے وکیل نے اس کے بعد ان سے کہا۔ کہ جولائی سنہ ۵۲ء تک جب دوسری پارٹیاں احرار کے ساتھ شریک نہیں ہوئی تھیں۔ وہ ان کے خلاف تجویزیں پیش کر رہے تھے۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا۔ کہ دوسری پارٹیاں بھی احرار کی حمایت کر رہی ہیں۔ تو انہوں نے ان کے خلاف کوئی سفارش کرنے سے انکار کر دیا۔

میاں انور علی نے نئی سفارشیں نہ کرنے کے دو اسباب بیان کئے۔

۱۔ امن کی صورت حال کا تقاضا یہ نہیں تھا۔ کہ حکومت گرفتاریوں وغیرہ کی شکل میں کوئی کارروائی کرے

۲۔ ہمارا خیال تھا۔ کہ دوسرے عناصر کی شرکت تحریک میں سنجیدگی پیدا کر دے گی۔ اور اسے معقول حدود کے اندر رکھے گی۔

عدالت میں بیان دیتے ہوئے میاں انور علی نے تسلیم کیا۔ کہ ۲۶ اور ۲۷ فروری کی درمیانی شب کراچی میں جو کانفرنس ہوئی تھی۔ اس میں ان رضا کاروں کا ذکر کیا گیا تھا۔ جن کے متعلق یہ خیال تھا۔ کہ وہ پنجاب سے کراچی جائیں گے۔ انہوں نے کانفرنس کے شرکاء سے اس خدشے کا اظہار کیا تھا۔ کہ راست اقدام شروع ہو جانے کے بعد پنجاب سے رضا کار کراچی آئیں گے۔ کیونکہ لاہور میں رضا کاروں کا ایک کیمپ قائم کر دیا گیا تھا۔

پنجاب سے کراچی جانے والے رضا کاروں کے متعلق تفصیل بیان کرتے ہوئے میاں انور علی نے کہا۔ کہ کارروائی کرنے کا فیصلہ کر لینے کے بعد ضروری اقدامات پر غور کیا گیا۔ جن میں ایک فیصلہ یہ بھی تھا۔ کہ حکومت پنجاب کو چاہیئے۔ کہ وہ رضا کاروں کو کراچی جانے سے روکے۔

انہوں نے کہا۔ کہ میں نے مرکزی حکومت کو یقین دلایا تھا۔ کہ رضا کاروں کو کراچی جانے سے روکنے کے لئے اقدامات کئے جائیں گے۔

یہ دریافت کرنے پر کہ لاہور آنے کے بعد انہوں نے اس فیصلہ کو کس طرح عملی جامہ پہنایا۔ میاں انور علی نے کہا۔ کہ لاہور واپس آنے پر میں نے مختلف فیصلوں کو لکھ کر انہیں ہوم سیکرٹری کو بھیج دیا۔ اور ان سے درخواست کی کہ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں اور پولیس سپرنٹنڈنٹوں کے نام ہدایات جاری کر دیں۔

آپ نے کہا۔ میرا خیال ہے۔ کہ انہوں نے ایک گشتی خط جاری کیا۔ جس میں رضا کاروں کی نقل و حرکت کے متعلق بعض ہدایات دی گئی تھیں۔

یہ بھی کہا گیا تھا۔ کہ کوئی رضا کار اگر چلا ہی جائے۔ تو کراچی اور سندھ کے نظم و نسق کو اس کی اطلاع کر دی جائے۔

سوال:۔ کراچی کے لئے ٹرین پر سوار ہونے والے رضا کاروں کو روکنے کے سلسلہ میں لاہور سے جو ہدایتیں جاری کی گئی تھیں۔ ان کے متعلق شہادت میں کچھ الجھن پائی جاتی ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ وقتاً فوقتاً کیا ہدایتیں جاری کی گئی تھیں؟ جواب:۔ ہدایتیں تین حصوں میں جاری کی گئی تھیں۔ پہلے حصے کی ہدایت میں کہا گیا تھا۔ کہ حکام ضلع کو چاہیئے۔ کہ وہ لاہور اور کراچی جانے والے رضا کاروں کو روکنے کی کوشش کریں۔ اور انہیں روکیں۔ اور اپنے اپنے ضلع میں کارروائی کریں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ یہ بات واضح نہیں کی گئی تھی۔ کہ کیا کارروائی کرنی چاہیئے۔ آپ نے کہا۔ کہ یہ بات حکام ضلع کے اختیار پر چھوڑ دی گئی تھی۔ کہ وہ صورت حال کے تقاضوں کے مطابق ان کو گرفتار کریں۔ یا انہیں باز رکھنے کے لئے ترغیب دیں۔ یہ ہدایات ۲۸ فروری کو خط کے ذریعہ بھیجی گئیں۔ جس کے بعد غالباً وائرلیس پر پیغام بھیجا گیا تھا۔

۲ مارچ کو مجھے وزیر اعلیٰ کا پیغام ملا۔ کہ اضلاع میں رضا کاروں کو روکنے کے سلسلہ میں حکام ضلع کی کارروائی سے بہت جوش پھیل گیا ہے۔ اس لئے گرفتاری سے گریز کرنا چاہیئے۔ اور لوگوں کو ترغیب دیکر روکنا چاہیئے۔

یہ ہدایات صرف انہیں اضلاع کو جاری ہوئی تھیں۔ جہاں سے لاہور سے گزرے بغیر کراچی جانا ممکن تھا۔ جہاں تک دوسرے اضلاع کا تعلق تھا۔ جو لوگ بظاہر کراچی جانے کے لئے ٹرین پر بیٹھے تھے۔ لاہور اتر جاتے تھے اس لئے ان اضلاع کے لئے کوئی ہدایات جاری نہیں کی گئیں۔ ان ہدایتوں کا تعلق صرف مظفر گڑھ۔ ملتان لائل پور۔ سرگودھا اور راولپنڈی سے تھا۔

۳ مارچ کو ہوم سیکرٹری کی طرف سے ہدایت جاری کی گئی۔ کہ ۲ تاریخ کو جاری کی جانے والی ہدایت کو منسوخ سمجھا جائے۔ اور اس سے پہلے جاری کی جانے والی ہدایتوں پر عملدرآمد کیا جائے۔ اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ ضروری ہو۔ تو کراچی اور لاہور جانے والے تمام رضا کاروں کو گرفتار کر لیا جائے۔ سوال:۔ کیا ۳ مارچ کو جاری کی جانے والی ہدایتوں سے پہلے بہت سی گرفتاریاں عمل میں لائی جا چکی تھیں؟ جواب:۔ جہاں تک مجھے علم ہے۔ صرف دو جتھے کراچی روانہ ہوئے تھے۔ پہلا جتھا جس کے قائد صاحبزادہ فیض الحسن تھے۔ کراچی پہنچ گیا تھا۔ کیونکہ وہ ۲۸ کی ہدایات کے اجراء سے پہلے روانہ ہو چکا تھا۔ کراچی جانے والے دوسرے جتھے کو لودھراں میں روک لیا گیا تھا۔ مجھے علم نہیں ہے کہ کوئی اور جتھا یا شخص کراچی گیا تھا۔ یا نہیں۔ کیونکہ اس سلسلہ میں کراچی کے نظم و نسق یا خود ہمارے ذرائع سے کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

سوال:۔ کیا ۲ مارچ سے پہلے کسی جتھے کو روکا گیا تھا؟ جواب:۔ ۲ مارچ سے یا قبل یا اس کے بعد مجھے کسی ایسی گرفتاری کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ سوال:۔ ۲۸ کی ہدایات کے مطابق کسی رضا کار کو اس سٹیشن پر گرفتار کیا گیا تھا یا نہیں۔ جہاں وہ ٹرین پر بیٹھا تھا؟ جواب:۔ میرا خیال ہے۔ کہ چند گرفتاریاں بس کے اڈوں پر اور ممکن ہے ریلوے اسٹیشنوں پر کی گئی تھیں۔ سوال:۔ کیا آپ نے رضا کاروں کے متعلق مسٹر نون کو جو اس وقت ڈپٹی انسپکٹر جنرل ملتان تھے کوئی ہدایت جاری کی تھی؟ جواب:۔ مجھے جب وزیر اعلیٰ سے ہدایات ملیں۔ تو میں نے ان کو ٹیلیفون کر کے ہدایات بتلائیں اور ان کو ہدایت کی۔ کہ وہ اپنے دائرہ اختیار میں ان پر عمل کریں۔ تعمیل جلد کرانے کے لئے میں نے مسٹر حبیب اللہ ڈی آئی جی سی۔ آئی۔ ڈی کو ٹیلیفون پر اطلاع دی۔ کہ وہ مظفر گڑھ لائل پور سرگودھا اور راولپنڈی کے پولیس سپرنٹنڈنٹوں کو ٹیلیفون کر دیں۔

میاں انور علی نے کہا۔ کہ میں عدالت میں ایک تحریری بیان پہلے ہی داخل کر چکا ہوں۔ اسے میں نے کوئٹہ میں اپنی یادداشت سے لکھا تھا۔ اور میرے علم میں جو باتیں تھیں۔ وہ میں نے اس میں لکھ دی ہیں۔ یکم جون کو رخصت پر روانہ ہونے سے پہلے میں نے ہز ایکسیلنسی گورنر اور وزیر داخلہ سے پیشکش کی۔ کہ مجھے فسادات پر ایک تفصیلی نوٹ لکھ دینا چاہیئے۔ لیکن مجھ سے کہا گیا۔ کہ یہ ضروری نہیں ہے۔ بہرصورت عہدہ سپرد کرنے کے دو دن کے اندر میں نے احرار کی تحریک کی تاریخ پر ایک نوٹ لکھا۔ جسے میں نے اپنے تحریری بیان میں منسلک کر دیا ہے۔ اور جو ایک پمفلٹ کی شکل میں طبع ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ یہ پمفلٹ سی۔ آئی۔ ڈی کی رپورٹوں۔ ریکارڈوں اور تحریک کے متعلق میری ذاتی معلومات پر مبنی ہے۔

سوال:۔ آپ کے کہنے کا کیا یہ مطلب ہے۔ کہ اس پمفلٹ میں جہاں کہیں آپ نے یہ ذکر کیا۔ کہ کسی شخص نے کوئی تقریر کی تھی۔ تو کیا اس تقریر کی رپورٹ آپ کو اس سرکاری ذمہ دار نے دی تھی۔ جو اسی کام کے لئے بھیجا گیا تھا؟

جواب:۔ جی ہاں زیادہ تر صورتوں میں۔

(باقی مسلسل صفحہ ۷ پر)

فیض الحسن (احراری) نے کہا تھا کہ تقسیم کے وقت مسلمانوں کے قتل عام اور مسلمان عورتوں کی تذلیل کے ذمہ دار حضرت قائداعظم ہی تھے۔ (انور علی)

س: مجلس احرار کے متعلق آپ کے مفلٹ میں جو آپ کے تحریری بیان کا حصہ ہے، آپ نے حسب ذیل جملہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے منسوب کیا ہے۔

"انہوں نے قائداعظم کو کافر اعظم کہا اور یہ دعویٰ کہ پاکستان اگر قائم ہو گیا تو میں اپنی داڑھی اور مونچھیں پیشاب سے مونڈ ڈالوں گا"

کیا یہ جملہ اس تقریر کی سی آئی ڈی رپورٹ پر مبنی ہے؟ ج: یہ اطلاع سی آئی ڈی پنجاب کے ریکارڈ پر مبنی ہے۔ تقسیم کے بعد مذکورہ بالا الزامات پوسٹر کی شکل میں چھپوا کر تقسیم کئے گئے تھے۔ ایسا غالباً انجمن نوجوانان پاکستان جس کا ایک رکن محمد حسین ٹین ساز تھا، اور دوسرے افراد اور گروہوں نے کیا تھا۔

س: یہ الزام کس اطلاع پر مبنی ہے کہ:-

"۲۰ اپریل سے ۲۲ اپریل ۱۹۵۲ء لاہور میں ایک تبلیغی کانفرنس ہوئی تھی۔ جس میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے کہا تھا کہ مرزا غلام احمد میری دینی زندگی میں پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتے۔ تو میں انہیں خود اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دینا اپنا فرض سمجھتا"

ج: میرا خیال ہے۔ کہ ہمارے پاس اس تقریر کا ریکارڈ موجود ہے۔ س: بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اگست ۱۹۴۷ء میں ضلع شیخوپورہ کے ایک گاؤں بھلر میں صاحبزادہ فیض الحسن نے کہا تھا کہ "حضرت" قائداعظم تقسیم کے وقت مسلمانوں کے قتل عام کے اور مشرقی پنجاب میں مسلمان عورتوں کی تذلیل کے ذمہ دار تھے۔

کیا یہ الزام صحیح اور کسی سرکاری ریکارڈ پر مبنی ہے؟ ج: جی ہاں یہ سی آئی ڈی کے ریکارڈ پر مبنی ہے۔ س: کیا آپ نے یہ محسوس کیا تھا۔ کہ احمدیوں کے خلاف تحریک ایسی صورت اختیار کر رہی تھی۔ جو خطرناک امکانات کی حامل تھی؟ ج: جی ہاں مجھے تحریک کے امکانات کا احساس ۱۹۵۰ء سے تھا۔ اور میرا تحریری بیان ظاہر کرے گا۔ کہ یہ خیال میں نے نہایت واضح الفاظ میں حکومت کے سامنے رکھا تھا۔

گواہ نے کہا۔ کہ میں وقتاً فوقتاً حالات کا مقابلہ کرنے کی مختلف تجاویز پیش کرتا رہا تھا۔

میاں انور علی سے پوچھا گیا کیا صوبائی حکومت نے اتنی سختی سے کارروائی کی جتنی اسے کرنی چاہیئے۔ انہوں نے کہا۔ کہ جون ۱۹۵۲ء میں مجھ کو روکی گئی تھی۔ اس وقت جلسے بند کر دیئے گئے تھے اور کچھ گرفتاریاں عمل میں لائی گئی تھیں جب کبھی ہم حکام اعلیٰ سے پوچھتے تھے۔ تو وہ کہتے تھے کہ مرکزی حکومت ہی کو جو ان مطالبات کا فیصلہ کرنے کی مجاز ہے۔ کوئی کارروائی کرنی چاہیئے۔ ادھر احرار نے بھی یہ خیال پھیلا رکھا تھا۔ کہ وہ مرکزی حکومت سے گفت وشنید کر رہے ہیں۔ اور انہیں امید ہے کہ فیصلہ ان کے حق میں ہوگا۔ ایک دفعہ میں نے وزیر اعلیٰ سے بھی اس مسئلہ پر گفتگو کی تھی۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ کہ میں ڈرتا ہوں۔ کہ اگر میں کارروائی کر دوں۔ لیکن مرکزی حکومت مطالبات تسلیم کر لے تو میری پوزیشن بہت خراب ہو جائے گی۔

س: کیا مسٹر قربان علی خان جو اس وقت انسپکٹر جنرل پولیس تھے۔ تحریک کے متعلق کوئی نظریات رکھتے تھے؟ ج: وہ بھی تحریک کے متعلق بڑے فکرمند تھے۔ اور اسے وہ خطرناک خیال کرتے تھے۔ انہوں نے میری ایک رپورٹ گورنر کے پاس خاص طور پر بھیجی تھی۔ تاکہ وہ حالات سے آگاہ ہو جائیں۔ میرا خیال ہے یہ اکتوبر ۱۹۵۲ء کا واقعہ ہے۔ گورنر نے اس پر صرف دستخط کر کے اسے واپس بھیج دیا تھا۔

س: مسٹر قربان علی خان نے یہ رپورٹ گورنر کو کس خیال سے بھیجی۔ اور وزیر اعلیٰ کو کیوں نہ بھیجی؟ ج: غالباً انہوں نے یہ خیال کیا ہوگا۔ کہ اس طرح مرکزی حکومت حالات سے مطلع ہو جائے گی۔

س: کیا ۱۹۵۰ء میں آپ نے تجویز پیش کی تھی۔ کہ احرار کو غیر قانونی جماعت قرار دے دیا جائے؟ ج: جی ہاں۔ س: کیا آپ کا خیال ہے۔ کہ اگر احرار کو غیر قانونی جماعت قرار دے دیا جاتا۔ تو ۱۹۵۲ء میں کچھ نہ ہوتا؟ ج: جی ہاں کچھ بھی نہ ہوتا۔ س: کیا آپ نے ۱۹۵۲ء میں پھر یہ تجویز پیش کی تھی کہ انہیں غیر قانونی جماعت قرار دے دیا جائے؟

(باقی صفحہ ۸)

پاکستانی بحری فوج ایک بہترین طاقتور فوج ہے۔

وزیراعظم کی طرف سے پاکستانی بحری افواج کو خراجِ تحسین

کراچی ۱۷ دسمبر۔ وزیراعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے کل شام شاہی پاکستانی بحریہ کے مقابلوں میں انعامات تقسیم کرتے ہوئے اپنی تقریر میں کہا کہ اگرچہ آج پاکستان کی بحری فوج تعداد کے اعتبار سے کوئی بڑی فوج نہیں۔ لیکن اپنی قابلیت اور صلاحیت کے اعتبار سے پاکستانی بحری فوج ایک بہترین طاقتور فوج ہے۔ اور ہم نے یہ ارادہ کر لیا ہے۔ کہ جتنی جلد ہمارے حالات اور ذرائع و وسائل نے اجازت دی پاکستانی بحری فوج میں توسیع کی جائے گی۔ وزیراعظم محمد علی نے مقابلوں میں کامیاب ہونے والے جہازوں کے عملہ کو انعامات تقسیم کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کی تاریخ شاندار بحری کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ اور ہمیں اپنے اس پرشکوہ ماضی کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیئے۔ ایک زمانہ وہ تھا جب مسلمانوں کے پاس سب سے بڑی بحری طاقت تھی۔ آج اگرچہ ہماری بحری فوج زیادہ بڑی نہیں لیکن اس کی صلاحیت اور قابلیت پر ہمیں فخر ہے۔ جب ہم اپنے ملک کے محل وقوع کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے۔ کہ اپنی بحری سرحدوں کی حفاظت کے لئے ہمارے پاس ایک بہت بڑی بحری فوج ہونی چاہیئے۔

آئندہ دو سال میں جنگ کا زبردست خطرہ ہے۔ نہرو کا اعلان

کلکتہ ۱۶ دسمبر۔ یہاں چیف آف کامرس کے سالانہ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے بھارت کے وزیراعظم پنڈت نہرو نے حال میں اعلان کیا کہ آئندہ دو سال کے اندر دنیا میں جنگ کا زبردست خطرہ ہے۔ اگر تیسری عالمگیر جنگ شروع ہو گئی۔ تو بھارت کی تمام سکیمیں دھری رہ جائیں گی۔

محمد علی ٹرام وے کمپنی کو عدالت کا حکم

کراچی ۱۶ دسمبر۔ عدالت خفیف کے جج کیپٹن انتخاب نے محمد علی ٹرام وے کمپنی کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے ۱۹ ڈیپٹی ملازمین کو اسی اسکیل کے مطابق تنخواہ ادا کرے جس کے مطابق وہ کمپنی اور ملازمین کے درمیان تنازعہ اور در بندی سے قبل حاصل کر رہے تھے۔ سان ڈینیل ۱۹ ملازمین مع ہڑتال کی گروہی عہدے پر منتظمین کی طرف سے در بندی کے بعد کمپنی سے سمجھوتہ کر کے دوبارہ کام شروع کیا تھا۔ لیکن کمپنی نے انہیں بتایا تھا کہ ان کو سابقہ تنخواہ ادا نہیں کی جائے گی۔ بلکہ انہیں نیا ملازم سمجھ کر ابتدائی اسکیل کے مطابق تنخواہ ادا کی جائے گی۔

قاہرہ ۱۶ دسمبر۔ وزیر خارجہ مصر محمود فوزی نے یہاں صحافیوں کو بتایا۔ کہ نہر سویز کے تنازعہ پر برطانوی مصری مذاکرات کی باضابطہ ابتدا کیلئے کسی تاریخ کا تعین نہیں ہوا ہے۔ آپ نے بتایا کہ میں برطانوی ناظم امور مسٹر رابرٹ ہانکے سے کل صبح اُن کی مصر سے روانگی سے قبل ملاقات کروں گا۔ مزید معلوم ہوا ہے کہ مصری سفیر متعینہ برطانیہ عبدالحی (؟)

(حاشیہ پر: [illegible])

پاکستان کی نئی درآمدی پالیسی کا اعلان ۵۰ مزید اشیاء درآمد کرنے کی اجازت

نئی پالیسی میں عوام کی ضرورت کی بیشتر اشیاء شامل ہیں مہنگائی کم ہو سکنے کی امید

کراچی ۱۶ دسمبر۔ آج حکومت پاکستان نے جنوری سے جون ۱۹۵۴ء تک کی درآمدی مدت کے لئے اپنی درآمدی پالیسی کا اعلان کر دیا۔ جو موجودہ مدت کی پالیسی کے مقابلہ میں زیادہ نرم اور فراخ ہے۔ اس کے مطابق آئندہ ششماہی میں پچاس نئی اشیاء درآمد کی جائیں گی۔ جن میں بلیڈ فیشن رسٹ (پلیں) اور فولاد۔ کتابیں۔ سیمنٹ اور بعض کیمیاوی اشیاء بجلی کا سامان کپڑا بننے کی مشین۔ ناریل کا تیل اخباری کاغذ اور دوسرا کاغذ۔ گرم مصالحہ ٹائر اور ٹیوب ماچس اور بیڑی کے پتے بھی شامل ہیں۔ کراچی کے تاجر حلقوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ کہ نئی پالیسی سے عوام کی ضروریات بڑی حد تک پوری ہو جائیں گی۔ چیف کنٹرولر درآمدی لائسنسوں کے رجسٹرڈ کے متعلق ۱۸ دسمبر کو ہدایات جاری کریں گے۔

روس نے بھارت کو فوجی سامان دینے کی پیشکش نہیں کی! بھارتی حکومت کے ترجمان کا اعلان

نئی دہلی ۱۷ دسمبر۔ بھارتی حکومت کے ایک ترجمان نے ایسوسی ایٹڈ پریس امریکہ کی اس اطلاع کو غلط قرار دیا ہے کہ روسی سفیر مقیم بھارت نے اپنی حکومت کی طرف سے بھارتی حکومت کو فوجی ساز و سامان بہم پہنچانے کے لئے گفت و شنید شروع کر کے غیر رسمی پیشکش کی ہے۔ ترجمان نے مزید کہا۔ کہ یہ اطلاع سراسر بے بنیاد ہے۔

اردنی گاؤں اور ایک فوجی دستہ پر یہودیوں کی فائرنگ

عمان ۱۶ دسمبر۔ عرب لیجن ہیڈ کوارٹر نے گذشتہ شب اطلاع دی ہے۔ کہ اردن کے ہیبرون ضلع میں گشت کرنے والی اردنی دستے پر یہودیوں نے کل رات فائرنگ کی۔ اور کچھ دیر بعد ابھی

(؟) وقت اردن کے ایک سرحدی دیہات حبلہ پر یہودی فوج نے فائرنگ کی۔ فائرنگ سے کسی جانی نقصان کی اطلاع موصول نہیں ہوئی ہے ان دونوں وارداتوں سے مشترکہ عارضی صلح کمیشن کو مطلع کر دیا گیا ہے۔

انبیاء علیہم السلام

(بقیہ صفحہ ۳)

کو سامنے لا کر عورتوں سے اقرار کرالیا۔ کہ یوسفؑ سے یہ فعل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تو پھر اصل حقیقت بھی بتا دی۔ کہ میں نے خود کوشش کی تھی۔ لیکن یہ محفوظ رہا۔ اور اب اگر اس نے میری بات نہ مانی۔ تو میں اسے قید کرا دوں گی۔ اور ذلیل کروں گی۔ وہ عورتیں بھی آخر زوجۂ عزیز کی سوسائٹی کی ہی تھیں۔ ہر ایک دوسری کے رازسے پوری طرح واقف اور پھر زوجۂ عزیز نے جس طرح ان کے سامنے اپنی بے بسی کا اظہار کیا۔ انہیں اس پر رحم آگیا۔ اور یوسفؑ کو اس کی طرف آمادہ کرنے کے لئے اس کے ساتھ شریک ہو گئیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام اس وقت کس قدر کڑی آزمائش میں تھے۔ ایک طرف محل کی عیش و عشرت کی زندگی۔ عزت وقار دولت و حشمت گویا ایک طرح پورے گھر کے مالک اور دوسری طرف قید و بند کی صعوبتیں اور اس پر بدنامی مستزاد۔ یہ سب کچھ آپ کے سامنے تھا۔ ان سب عواقب پر ایک طائرانہ نظر ڈال کر آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی۔ کہ:-
"اے میرے رب! جس بات کی طرف یہ عورتیں مجھے بلاتی ہیں۔ اس کی نسبت قید خانہ میں جانا مجھے زیادہ پسند ہے۔ اور اگر ان کی تدبیر کے بدنتیجہ کو تو مجھ سے نہیں ہٹائے گا۔ تو میں ان کی طرف جھک جاؤں گا۔ اور جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا۔"

اللہ تعالیٰ نے بھی آپؑ کی دعا سنی اور ان عورتوں کو ان کے مقصد میں ناکام کر دیا۔ اور حضرت یوسفؑ طہارت و پاکیزگی کی راہ پر چٹان کی طرح قائم رہے۔ لیکن اس کے بعد زوجۂ عزیز کی بدنامی شہر میں زیادہ پھیل گئی۔ لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام کو اس کی خلاف خواہش بدکاری پر آمادہ کرنا چاہتی ہے۔ اس بدنامی کو دور کرنے کے لئے ان لوگوں نے مناسب سمجھا۔ کہ یوسفؑ کو قید کر دیں۔ تاکہ عزیز کی بیوی کی کھوئی ہوئی عزت قائم ہو جائے اور لوگ اس شبہ میں پڑ جائیں۔ کہ شاید یوسفؑ کا ہی قصور تھا۔ (ماہنامہ مصباح نومبر ۱۹۵۳ء)

(انور علی کا بیان:- بقیہ صفحہ ۲)

ج:- جی ہاں۔ میرا خیال ہے۔ اگر انہیں اس وقت بھی غیر قانونی جماعت قرار دے دیا جاتا تو حالات پر قابو پایا جا سکتا تھا۔
س:- آپ وقتاً فوقتاً حکومت کو مناسب تجاویز پیش کرتے رہتے تھے کہ جو حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ ان پر قابو پانے کے لئے کیا کیا جائے۔ کیا آپ کو یہ محسوس ہوا تھا کہ حکومت آپ کی تجاویز پر مناسب عمل نہیں کر رہی تھی؟
ج:- مجھے احساس تھا۔ کہ سابقہ حکومت میں زیادہ مستعدی سے اور زیادہ مؤثر طریق پر کارروائی کی جاتی۔
س:- آپ نے جو کارروائی تجویز کی تھی وہ امن و قانون سے متعلق تھی۔ ہم یہ فرض کئے لیتے ہیں۔ کہ یہ کارروائی خود صوبائی حکومت کر سکتی تھی۔ کیا اس صورت میں صوبائی حکومت۔ امن و قانون کے تحفظ کے لئے کوئی کارروائی کرنے کی صورت میں اس لئے پریشان ہوتی۔ کہ مرکزی حکومت نے مطالبات کے متعلق کوئی واضح فیصلہ نہیں کیا تھا؟
ج:- اس کا جواب ہاں بھی ہے اور نہیں بھی۔ ایسی تحریکوں کے سلسلہ میں جو ملک بھر میں پھیلی ہوئی ہوں۔ کسی صوبائی حکومت کا بڑے پیمانہ پر کوئی ایسا قدم اٹھانا اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ جس کے نتیجہ میں شاید کسی دوسری صوبائی حکومت کو پریشانی لاحق ہو۔ دوسری نظم و ضبط کے سلسلہ میں قانونی پوزیشن کی بنا پر صوبائی حکومت کو جنرل رنگ کارروائی کرنے کا اختیار حاصل ہے۔
س:- کیا مرکزی حکومت نے یہ واضح نہیں کر دیا تھا۔ کہ صوبائی حکومت [illegible] تحفظ امن و قانون کے متعلق کارروائی کرے؟
ج:- میرے علم کے مطابق جون ۱۹۵۲ء سے پیشتر صرف ایک مراسلہ مرکزی حکومت کی طرف سے آیا تھا۔ جس میں کہا گیا تھا۔ کہ مرکزی حکومت کسی فرقہ وارانہ تحریک کو پسند نہیں کرتی۔
س:- کیا آپ نے اور مسٹر قربان علی خان نے پیشگوئی کی تھی۔ کہ اگر کوئی سخت کارروائی نہ کی گئی۔ تو کیا ہو گا؟
ج:- ہم نے کہا تھا۔ کہ ایسا نہ ہوا تو سخت کشت و خون اور نقص امن ہو گا۔
س:- کیا یہ پیشگوئی درست ثابت ہوئی؟
ج:- جی ہاں۔ (باقی)